نبی کریمؐ، اپنے گھر میں

سیّد سلیمان ندویؒ

گھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کے ساتھ زندگی کس طرح بسر کرتے تھے؟ یہ رسول اللہؐ کی زندگی کے اسوۂ حسنہ کا بڑا ہی دلچسپ اور اہم باب ہے۔ رسول ہونے کے باوجود، یہ سارا باب اس خالص انسانی مہر و محبت سے عبارت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بے پایاں فضل سے عورت اور مرد کے درمیان رکھ دی ہے۔ اس میں محبت اور لگاؤ کا نشاط ہے، ہوسِ عشق کا خمار نہیں، رفاقت و شرکت کا بندھن ہے، آقا اور لونڈی کا تعلق نہیں، ناز و انداز کی چاشنی ہے، نافرمانی کی تلخی نہیں۔ ربیع الاوّل کے مہینے کی مناسبت سے، سیّد سلیمان ندویؒ کی سیرتِ عائشہ سے ماخوذ ایک مضمون اسی موضوع پر پیشِ خدمت ہے۔ عبارت کا حذف ظاہر نہیں کیا گیا ہے، اسلے سارے حذف کر دیے گئے ہیں، اور کچھ اضافے کیے گئے ہیں جو قوسین میں ہیں۔ (خ م)

حضورؐ کا گھر

حضرت عائشہؓ جس گھر میں رخصت ہو کر آئی تھیں، وہ کوئی بلند اور عالی شان عمارت نہ تھی۔ بنی نجّار کے محلہ میں مسجدِ نبویؐ کے چاروں طرف چھوٹے چھوٹے متعدد حجرے تھے۔ ان ہی میں ایک حجرہ حضرت عائشہؓ کا مسکن تھا۔ یہ حجرہ مسجد کی شرقی جانب واقع تھا۔ اس کا ایک دروازہ مسجد کے اندر مغرب رخ اس طرح واقع تھا کہ گویا مسجدِ نبویؐ اس کا صحن بن گئی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی دروازہ سے ہو کر مسجد میں داخل ہوتے تھے۔

حجرہ کی وسعت چھ سات ہاتھ سے [کچھ] زیادہ تھی۔ دیواریں مٹی کی تھیں اور کھجور کی پتیوں اور ٹہنیوں سے مسقف تھا۔ اوپر سے کمبل ڈال دیا گیا تھا کہ بارش کی زد سے محفوظ رہے، بلندی اتنی تھی کہ آدمی کھڑا ہوتا تو ہاتھ چھت تک پہنچ جاتا۔ دروازہ میں ایک پٹ کا کواڑ تھا، لیکن وہ عمر

پھر کبھی بند نہ ہوا۔ پردہ کے طور پر ایک کمبل پڑا رہتا تھا۔ حجرہ سے متصل ایک بالا خانہ تھا' جس کو مشربہ کہتے تھے۔

گھر کی کل کائنات ایک چارپائی' ایک چٹائی' ایک بستر' ایک تکیہ جس میں چھال بھری تھی' آٹا اور کھجور رکھنے کے ایک دو مٹکے' پانی کے ایک برتن اور پانی پینے کے ایک پیالہ سے زیادہ نہ تھی۔ مسکن مبارک گو منبع انوار تھا لیکن راتوں کو چراغ جلانا بھی صاحب مسکن کی استطاعت سے باہر تھا۔ کہتی ہیں کہ چالیس چالیس راتیں گزر جاتی تھیں اور گھر میں چراغ نہیں جلتا تھا۔

گھر میں کل آدمی دو تھے' حضرت عائشہؓ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کچھ دن کے بعد بریرہؓ نامی ایک لونڈی کا بھی اضافہ ہو گیا تھا۔

گھر کے کاروبار کے لیے بہت زیادہ اہتمام و انتظام کی ضرورت نہ تھی۔ کھانا پکنے کی بہت کم نوبت آتی تھی۔ خود حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ کبھی تین دن متصل ایسے نہیں گزرے کہ خاندانِ نبوت نے سیر ہو کر کھانا کھایا ہو۔ فرماتی تھیں' گھر میں مہینہ مہینہ بھر آگ نہیں جلتی تھی' چھوہارے اور پانی پر گزارہ تھا۔ فتح خیبر کے بعد آنحضرتؐ نے ازواجِ مطہرات کے سالانہ مصارف کے لیے وظائف مقرر کر دیے تھے۔ ۸۰ وسق (بارشتر) چھوہارا اور ۲۰ وسق جو۔ لیکن ایثار و فیاضی کی بدولت سال بھر کے لیے یہ سامان کبھی کافی نہ ہوا۔ اکثر ایسا ہوتا کہ آپؐ باہر سے تشریف لاتے اور دریافت کرتے کہ عائشہؓ' کچھ ہے؟ جواب دیتیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' کچھ نہیں۔ اور پھر گھر بھر روزہ ہوتا' کبھی بعض انصار دودھ بھیج دیا کرتے تھے' اسی پر قناعت کر لیتے۔

اس عقل و شعور کے باوجود' جو فطرتاً فیاض قدرت کی طرف سے ان کو عطا ہوا تھا' کم سنی کی غفلت اور بھول چوک سے وہ بری نہ تھیں۔ گھر میں آٹا گوندھ کر رکھتیں اور بے خبر سو جاتیں' بکری آتی اور کھا جاتی۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ انھوں نے اپنے ہاتھ سے آٹا پیسا' اس کی ٹکیاں پکائیں اور آنحضرتؐ کی تشریف آوری کا انتظار کرنے لگیں۔ شب کا وقت تھا۔ آپؐ آئے تو نماز میں مشغول ہو گئے۔ ایک پڑوسی کی بکری آئی اور سب کھا گئی۔ دوسری ہمسن بیبیوں کے مقابلہ میں کھانا بھی اچھا نہیں پکاتی تھیں۔

معاشرتِ ازدواجی

اسلام کا صراطِ مستقیم افراط و تفریط کے وسط سے نکلا ہے۔ وہ نہ عورت کو خدا جانتا ہے' نہ زندگی کی راہ کا کانٹا سمجھتا ہے۔ اس نے عورت کی بہترین تعریف یہ کی کہ وہ مرد کے لیے اس کش مکش گاہِ عالم میں تسکین و تسلی کی روح ہے۔ "اور اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس

نے خود تمہاری جنس سے تمہاری بیویاں پیدا کیں کہ تم ان کے پاس پہنچ کر تسلی پاؤ اور اسی نے تم دونوں کے درمیان لطف و محبت پیدا کیا۔" (روم ۳۰ : ۲۱)

یہ بحث مقصود نہیں کہ اسلام میں عورت کا کیا درجہ ہے اور اس کے کیا حقوق ہیں۔ یہاں ہم کو صرف یہ دکھانا ہے کہ آنحضرتؐ اور حضرت عائشہؓ کی خانگی زندگی میں عملاً ازدواجی تعلقات کا کیا حال تھا۔

آنحضرتؐ فرماتے ہیں: "تم میں اچھا وہ ہے جو اپنی بیوی کے لیے سب سے اچھا ہے' اور میں اپنی بیویوں کے لیے تم سب سے اچھا ہوں"۔

[حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا' رسول اللہؐ جب علیحدگی میں اپنی بیویوں کے پاس ہوتے' تو آپؐ کا رویہ کیسا ہوتا تھا؟ فرمایا' وہ ایسے ہی ہوتے جیسے دوسرے مرد ہوتے ہیں۔ مگر آپؐ نہایت کریم' نہایت نرم تھے اور ہمیشہ ہنستے مسکراتے رہتے]

بیوی سے محبت

آنحضرتؐ حضرت عائشہؓ سے نہایت محبت رکھتے تھے' اور یہ تمام صحابہؓ کو معلوم تھا۔ چنانچہ لوگ قصداً اسی روز ہدیے اور تحفے بھیجتے تھے' جس روز حضرت عائشہؓ کے ہاں قیام کی باری ہوتی۔ ازواجِ مطہرات کو اس کا ملال ہوتا تھا' لیکن کوئی ٹوکنے کی ہمت نہیں کرتا تھا۔ آخر سب نے مل کر حضرت فاطمہؓ کو آمادہ کیا۔ وہ پیام لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں۔ آپؐ نے فرمایا' لختِ جگر' جس کو میں چاہوں اس کو تم نہیں چاہو گی! سیدہ عالمؓ کے لیے اتنا ہی کافی تھا' وہ واپس چلی آئیں۔ ازواج نے پھر بھیجنا چاہا' مگر وہ راضی نہ ہوئیں۔ آخر لوگوں نے حضرت ام سلمہؓ کو بیچ میں ڈالا۔ وہ نہایت سنجیدہ اور متین بی بی تھیں۔ انہوں نے موقع پا کر متانت اور سنجیدگی کے ساتھ درخواست پیش کی۔ آپؐ نے فرمایا' ام سلمہؓ' مجھ کو عائشہؓ کے معاملے میں دق نہ کرو' کیونکہ عائشہؓ کے علاوہ کسی اور بیوی کے لحاف میں مجھ پر وحی نازل نہیں ہوئی۔

ایک دفعہ کہیں سے کوئی ہار آیا' آپؐ نے فرمایا' یہ میں اس کو دوں گا جو دنیا میں مجھ کو سب سے محبوب ہو گا۔ سب نے کہا' یہ ابنِ ابی قحافہ کی بیٹی (عائشہؓ) کے ہاتھ لگا۔ لیکن آنحضرتؐ کی پاک و خالص محبت رنگین لباسوں اور طلائی زیوروں کے پردہ میں کبھی نہیں ظاہر ہوئی' اس لیے آپؐ نے وہ ہار اپنی کمسن نواسی' زینبؓ کی صاحب زادی امامہؓ کو عنایت فرمایا۔

ایک دفعہ ایک سفر میں، حضرت عائشہؓ کی سواری کا اونٹ بدک گیا اور ان کو لے کر ایک طرف کو بھاگا۔ آنحضرتؐ اس قدر بے قرار ہوئے کہ بے اختیار زبان مبارک سے نکل گیا' واعروساہ'

ہائے میری دلہن!

ایک دفعہ آنحضرتؐ باہر سے تشریف لائے۔ حضرت عائشہؓ کے سر میں درد تھا اس لیے کراہ رہی تھیں۔ آپؐ نے فرمایا "ہائے میرا سر" ! اسی وقت آنحضرتؐ کی بیماری شروع ہوئی اور یہی آپؐ کا مرض الموت تھا۔ مرض الموت میں بار بار دریافت فرماتے تھے کہ آج کون سا دن ہے۔ لوگ سمجھ گئے کہ حضرت عائشہؓ کی باری کا انتظار ہے۔ چنانچہ آپؐ کو لوگ ان کے حجرے میں لے گئے اور آپؐ تا وفات وہیں مقیم رہے اور وہیں حضرت عائشہؓ کے زانو پر سر رکھے وفات پائی۔

فرمایا کرتے تھے کہ الٰہی' جو چیز میرے امکان میں ہے (یعنی بیویوں میں معاشرت اور لین دین کی برابری) میں اس عدل سے باز نہیں آتا' لیکن جو میرے امکان سے باہر ہے (یعنی عائشہ کی قدر و قیمت) اس کو معاف کرنا۔

شوہر سے محبت

حضرت عائشہؓ کو بھی رسول اللہؐ سے نہ صرف شدید محبت تھی بلکہ شغف و عشق تھا' اس محبت کا کوئی اور دعویٰ کرتا تو ان کو ملال ہوتا تھا۔ کبھی راتوں کو حضرت عائشہؓ بیدار ہوتیں اور آپؐ کو پہلو میں نہ پاتیں تو بے قرار ہو جاتیں۔

ایک بار شب کو آنکھ کھلی تو آپؐ کو نہ پایا۔ راتوں کو گھروں میں چراغ نہیں جلتے تھے' اِدھر اُدھر ٹٹولنے لگیں۔ آخر ایک جگہ آنحضرتؐ کا قدم مبارک ملا۔ دیکھا تو آپؐ سربسجود مناجاتِ الٰہی میں مصروف ہیں۔ ایک دفعہ اور یہی واقعہ پیش آیا تو شک سے خیال کیا کہ آپؐ کسی اور بیوی کے ہاں تشریف لے گئے ہیں۔ اٹھ کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگیں۔ دیکھا تو آپؐ تسبیح و تہلیل میں مصروف ہیں۔ اپنے قصور پر نادم ہوئیں' اور بے اختیار زبان سے نکل گیا "میرے ماں باپ قربان! میں کس خیال میں ہوں اور آپؐ کس عالم میں ہیں"۔

ایک شب کا اور واقعہ ہے کہ آنکھ کھلی تو آنحضرتؐ کو نہ پایا۔ شب کا نصف حصہ گزر چکا تھا۔ اِدھر اُدھر ڈھونڈا' لیکن محبوب کا جلوہ نظر نہیں آیا۔ آخر تلاش کرتی ہوئی قبرستان پہنچیں۔ دیکھا تو آپؐ دعا و استغفار میں مشغول ہیں۔ الٹے پاؤں واپس آئیں اور صبح کو آپؐ کے سامنے یہ واقعہ بیان کیا۔ آپؐ نے فرمایا' ہاں رات کوئی کالی کالی چیز سامنے جاتی معلوم ہوتی تھی' وہ تم ہی تھیں۔

ایک سفر میں حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ دونوں آپؐ کے ساتھ تھیں۔ رات کو بلاناغہ حضرت عائشہؓ کی محمل میں تشریف لاتے' اور جب تک قافلہ چلا کرتا' باتیں کیا کرتے۔ ایک دن حضرت حفصہؓ نے کہا' لاؤ ہم دونوں اپنا اپنا اونٹ بدل لیں۔ رات ہوئی تو حسبِ معمول آپؐ

حضرت عائشہؓ کے محمل میں تشریف لائے۔ دیکھا تو حضرت حفصہؓ تھیں۔ آپؐ سلام کر کے بیٹھ گئے۔ حضرت عائشہؓ تشریف آوری کی منتظر تھیں۔ جب قافلہ نے پڑاؤ ڈالا تو حضرت عائشہؓ سے ضبط نہ ہو سکا' محمل سے اتر پڑیں' دونوں پاؤں گھاس پر رکھ دیے ' اور بولیں' خداوندا' میں ان کو تو کچھ نہیں کہہ سکتی' تُو کوئی بچھو یا سانپ بھیج جو مجھ کو آکر ڈس لے۔

دیکھو اس فقرہ میں کس قدر نسوانی خصوصیات کی جھلک ہے۔

غزوۂ موتہ میں حضرت جعفر طیارؓ کی شہادت کی خبر آئی تو آپؐ کو سخت ملال ہوا۔ اسلام میں نوحہ ممنوع ہے۔ ایک صاحب نے آکر اطلاع دی کہ حضرت جعفرؓ کے ہاں عورتیں نوحہ کر رہی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا' منع کر دو۔ وہ گئے اور واپس آئے کہ نہیں مانتیں۔ آپؐ نے فرمایا' ان کے منہ میں خاک ڈال دو۔ وہ پھر گئے اور واپس آکر کچھ کہنے لگے۔ حضرت عائشہؓ دروازہ کی دراز سے دیکھ رہی تھیں اور بے قرار ہو رہی تھیں کہ نہ یہ صاحب جو آپؐ کہتے ہیں وہ کرتے' اور نہ آپؐ کی جان چھوڑ کر جاتے۔

آپؐ اکثر حضرت عائشہؓ کے زانو پر سر رکھے سو جاتے۔ آپؐ ایک دفعہ اسی طرح آرام فرما رہے تھے' کہ ایک خاص سبب سے حضرت ابوبکرؓ غصہ میں اندر تشریف لائے اور بیٹی کے پہلو میں کونچا دیا۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں صرف اس خیال سے نہیں ہلی کہ آپؐ کے خوابِ راحت میں خلل واقع ہو گا۔

بیوی کی مدارات

آنحضرتؐ کی زندگی انسانی معاشرت کے لیے نمونہ تھی' اس بنا پر' صرف اس تعلیم کے لیے' کہ شوہر کو اپنی بیوی کی خوشنودی کی کس طرح کوشش کرنی چاہیے' آپؐ کبھی کبھی ان کے ساتھ غیر معمولی انبساط کے ساتھ پیش آتے تھے۔

آپؐ حضرت عائشہؓ کے کھیل کود پر بھی مسرت ظاہر فرماتے تھے۔ [کہتی ہیں : میں رسول اللہؐ کے پاس گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی۔ پھر جب آپؐ تشریف لاتے' تو میری سہیلیاں شرم سے چھپ جایا کرتی تھیں۔ آپؐ انھیں میرے پاس بھیجا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپؐ تشریف لائے تو گھر کے بڑے طاق پر پردہ پڑا تھا' جس کا ایک کونہ ہوا سے کھل گیا' اور حضرت عائشہ کی گڑیاں نظر آئیں۔ حضورؐ نے پوچھا' عائشہؓ' یہ کیا ہے۔ بولیں' یہ میری گڑیاں ہیں۔ ان گڑیوں میں آپؐ نے ایک گھوڑا دیکھا جس کے دو پر تھے۔ پوچھا' یہ میں ان گڑیوں کے درمیان کیا دیکھ رہا ہوں؟ بولیں' یہ گھوڑا ہے۔ فرمایا' اس کے یہ پر کیسے ہیں؟ بولیں' کیا آپؐ نے سنا نہیں کہ حضرت سلیمانؑ کے

گھوڑے کے پر تھے ؟ یہ سن کر حضورؐ ہنس پڑے۔]

حضرت عائشہؓ نے ایک انصاری لڑکی کی پرورش فرمائی تھی۔ اس کی شادی ہونے لگی تو اس تقریب کو معمولی سادگی کے ساتھ انجام دینے لگیں۔ آپؐ باہر سے تشریف لائے' تو فرمایا "عائشہ گیت اور راگ تو ہے نہیں"۔

ایک دفعہ عید کا دن تھا۔ حبشی عید کی خوشی میں نیزے ہلا ہلا کر پہلوانی کے کرتب دکھا رہے تھے۔ حضرت عائشہ نے یہ تماشا دیکھنا چاہا' [کہتی ہیں: میں نے نبی کریمؐ کو دیکھا کہ آپؐ میرے گھر کے دروازہ پر کھڑے ہیں۔ رسول اللہؐ نے اپنی چادر سے پردہ کر دیا تاکہ میں ان کا کھیل دیکھ لوں۔ میں آپؐ کے پیچھے کھڑی ہو گئی اور آپؐ کے کان اور مونڈھے کے درمیان کھیل دیکھنے لگی۔ آپؐ اس وقت تک میری خاطر کھڑے رہے جب تک میں کھڑی رہی۔ تم خود ہی اندازہ کر لو کہ ایک نوجوان لڑکی جو کھیل تماشا کی شائق ہو' کتنی دیر کھڑی رہی ہو گی۔]

ایک دفعہ حضرت عائشہؓ آنحضرتؐ سے بڑھ بڑھ کر بول رہی تھیں۔ اتفاق سے حضرت ابوبکرؓ آ گئے۔ انھوں نے یہ گستاخی دیکھی تو اس قدر برہم ہوئے کہ بیٹی کو مارنے کے لیے ہاتھ اٹھایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوراً آڑے ہو گئے۔ جب حضرت ابوبکرؓ چلے گئے تو فرمایا' کہو میں نے تم کو کیسا بچایا۔

ایک دفعہ ایک لونڈی کو لیے ہوئے آپؐ حضرت عائشہؓ کے پاس تشریف لائے' پھر پوچھا کہ تم اس کو پہچانتی ہو' عرض کی' نہیں یا رسول اللہؐ۔ فرمایا' کہ فلاں شخص کی لونڈی ہے' تم اس کا گانا سننا چاہتی ہو۔ انھوں نے اپنی مرضی ظاہر کی۔ وہ تھوڑی دیر تک گاتی رہی۔ آپؐ نے گانا سن کر فرمایا' اس کے نتھنوں میں شیطان باجا بجاتا ہے۔ یعنی اس قسم کے گانے کو آپؐ نے بذاتہ مکروہ سمجھا۔

دل بہلانا

کبھی کبھی دل بہلانے کو آپؐ کہانی بھی کہا کرتے تھے۔ ایک دفعہ اثنائے گفت گو میں خرافہ کا نام آیا۔ فرمایا' خرافہ کو جانتی ہو کون تھا؟ قبیلہ عذرہ کا ایک آدمی تھا' اس کو جن اٹھا کر لے گئے۔ وہاں اس نے جو بڑے بڑے عجائبات دیکھے تھے' واپس آ کر ان کو لوگوں سے بیان کیا تھا۔ اس بنا پر جب کوئی عجیب بات آپ لوگ سنتے ہیں تو کہتے ہیں' یہ تو خرافہ کی بات ہے۔

ایک دفعہ حضرت عائشہؓ نے کہانی کہنی شروع کی۔ [یہ کہانی گیارہ سہیلیوں کے بارہ میں تھی' جو ایک دن مل بیٹھی تھیں۔ باہم طے پایا کہ ہر ایک اپنے اپنے شوہر کا حال بے کم و کاست سنائے۔

چنانچہ ہر ایک نے اپنے شوہر کا حال بیان کیا۔ حضرت عائشہؓ نے ساری کہانیاں سنائیں۔ آخری عورت ام زرع نے اپنے شوہر کی بے حد تعریف کی۔] آنحضرتؐ تحمل کے ساتھ دیر تک یہ کہانی سنتے رہے۔ پھر فرمایا' عائشہؓ' میں تمہارے لیے ویسا ہی ہوں' جیسا ابوزرع ام زرع کے لیے۔

لیکن عین اس وقت جب آپؐ اسی قسم کی لطف و محبت کی باتوں میں مصروف ہوتے' دفعتہً اذان کی آواز آتی۔ آپؐ اٹھ کھڑے ہوتے۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ پھر یہ معلوم ہوتا کہ آپؐ ہم کو پہچانتے ہی نہیں۔

[بے تکلفی کا یہ عالم تھا' کہتی ہیں' کہ میں نبی اکرمؐ کے سامنے اس انداز میں سوئی ہوتی تھی کہ میرے پیر آپؐ کے قبلہ کی جگہ ہوتے تھے۔ جب آپؐ سجدہ کرنے لگتے تو ہاتھ سے اشارہ کرتے' تو میں اپنے پاؤں سمیٹ لیا کرتی۔ جب آپؐ کھڑے ہو جاتے تو میں دوبارہ پھیلا لیتی۔ ان دنوں ہمارے گھروں میں چراغ نہ ہوتے تھے۔

[رسول اللہؐ نماز کے لیے وضو کر کے نکلتے تو مجھے بوسہ دیتے' اور پھر نماز کے لیے تشریف لے جاتے' اور دوبارہ وضو نہ کرتے۔]

ساتھ کھانا

آپؐ اکثر حضرت عائشہؓ کے ساتھ ایک دسترخوان' بلکہ ایک ہی برتن میں کھانا کھاتے تھے۔ ایک دفعہ ایک ساتھ کھانا کھا رہے تھے کہ حضرت عمرؓ گزرے۔ آپؐ نے ان کو بھی بلا لیا' اور تینوں نے ایک ساتھ کھانا کھایا۔(اس وقت تک پردہ کا حکم نہیں آیا تھا)۔ کھانے میں بھی محبت کا یہ عالم تھا۔ [کہتی ہیں: نبی کریمؐ مجھ سے برتن لے کر' اسی جگہ منہ مبارک رکھ کر پانی پیتے' جہاں سے میں نے پیا ہوتا۔ اسی طرح میں ہڈی سے گوشت کترتی تو اس کے بعد نبی کریمؐ مجھ سے ہڈی لیتے اور اسی جگہ منہ مبارک رکھ کر گوشت کھاتے جہاں سے میں نے کھایا ہوتا' (حالانکہ میں حائضہ ہوتی)۔] راتوں کو گھر میں چراغ نہیں جلتا تھا' اس لیے کبھی کبھی دونوں کا ہاتھ ایک ہی بوٹی پر پڑ جاتا تھا۔

یہ۔ دفعہ ایک ایرانی پڑوسی نے آپؐ کی دعوت کی' آپؐ نے فرمایا' عائشہؓ بھی ہوں گی؟ اس نے کہا' نہیں۔ ارشاد ہوا' تو میں بھی قبول نہیں کرتا۔ میزبان دوبارہ آیا' اور یہی سوال و جواب ہوا' اور وہ واپس چلا گیا۔ تیسری دفعہ پھر آیا۔ آپؐ نے پھر فرمایا' عائشہؓ کی بھی دعوت ہے؟ عرض کی' جی ہاں! اس کے بعد آپؐ اور حضرت عائشہؓ اس کے گھر گئے۔

سفر میں تمام ازواج تو ساتھ نہیں رہ سکتی تھیں اور کسی کو خاص طور پر ترجیح دینا بھی خلاف

انصاف تھا۔ اس بنا پر آپؐ سفر کے وقت قرعہ ڈالتے تھے۔ جن کا نام آتا وہ شرفِ ہمرہی سے ممتاز ہوتیں۔ حضرت عائشہؓ بھی متعدد سفروں میں آپؐ کے ساتھ رہی ہیں۔ حدیبیہ کے سفر میں بھی حضرت عائشہؓ ہمراہ تھیں' اور حجتہ الوداع میں تو اکثر ازواج ساتھ تھیں' جن میں ایک یہ بھی تھیں۔

ساتھ دوڑنا

ایک غزوہ میں حضرت عائشہؓ رفیق سفر تھیں۔ تمام صحابہؓ کو آگے بڑھ جانے کا حکم دیا۔ حضرت عائشہؓ سے فرمایا' آؤ دوڑیں۔ دیکھیں' کون آگے نکل جاتا ہے۔ یہ دبلی پتلی تھیں' آگے نکل گئیں۔ کئی سال کے بعد اسی قسم کا پھر ایک موقع آیا۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ اب میں بھاری بھرکم ہو گئی تھی۔ اب کی آنحضرتؐ آگے نکل گئے۔ فرمایا' عائشہؓ' یہ اس دن کا جواب ہے۔

ناز و انداز

دریائے محبت کی بہت سی لہریں عورت کی خالص نسوانی خصوصیات کے اندر پنہاں ہیں۔ ناز و انداز عورت کی فطرت ہے۔ اس قسم کے واقعات جو احادیث میں مذکور ہیں' لوگ ان کو قابلِ تنقید سمجھتے ہیں۔ وہ ان کو اس نظر سے دیکھتے ہیں کہ ایک امتی کا اپنے پیغمبر کے ساتھ یہ خطاب ہے' اور اس کو بھول جاتے ہیں کہ ایک بیوی اپنے شوہر سے باتیں کر رہی ہے۔ چنانچہ اس قسم کے جو چند واقعات صحاح میں ہیں' وہ اسی حیثیت کے ہیں اور ان کو اسی نظر سے پڑھنا اور سمجھنا چاہیے۔

فرماتی ہیں کہ جب یہ حکم اترا کہ اگر کوئی عورت اپنے آپ کو پیغمبر کے حوالے کر دے (یعنی مہر معاف کر کے زوجیت میں داخل ہو) تو جائز ہے' تو مجھے غیرت آئی کہ کیا کوئی عورت ایسا بھی کر سکتی ہے۔ لیکن جب ارجاء کی آیت اتری' جس میں آپؐ کو اختیار دیا گیا تھا کہ آپؐ جس بیوی کو چاہیں پاس بلائیں یا اس کے پاس رات گزاریں اور جس کو چاہیں نہ بلائیں' تو میں نے کہا کہ "آپؐ کا خدا' دیکھتی ہوں کہ آپؐ کی ہر خواہش کو جلد پوری کر دیتا ہے"۔ "حضرت عائشہؓ کے اس قول کا منشا نعوذ باللہ اعتراض نہیں' بلکہ بیوی کا مجبوبانہ ناز ہے۔ آنحضرتؐ کا معمول اس اجازتِ الٰہی کے بعد بھی یہی رہا۔ آپؐ ہر روز ازواج سے باری کی اجازت طلب فرما لیا کرتے تھے۔

آپؐ حضرت خدیجہؓ کو اکثر یاد کیا کرتے تھے' جس سے دوسری مدعیٔ محبت بیویوں کو تکلیف ہوتی تھی۔ ایک دفعہ آنحضرتؐ نے حضرت خدیجہؓ کی تعریف شروع کی' اور بہت دیر تک تعریف

فرماتے رہے۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ مجھے اس پر رشک آیا' تو میں نے کہا' یا رسول اللہؐ' آپؐ قریش کی بوڑھیوں میں سے ایک بوڑھی عورت کا' جس کے ہونٹ لال تھے اور جس کے مرے ہوئے ایک زمانہ ہو چکا' اتنی دیر سے اتنی تعریف فرما رہے تھے' آپؐ کو ان سے بہتر بیویاں خدا نے دی ہیں۔ یہ سن کر حضورؐ کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ پھر فرمایا' یہ میری وہ بیوی تھیں کہ جب لوگوں نے میرا انکار کیا تو وہ ایمان لائی' اور جب لوگ مجھے جھٹلا رہے تھے تو اس نے میری تصدیق کی' اور جب لوگ مجھے اپنی امداد سے محروم کر رہے تھے تو اس نے اپنی دولت سے میری غم خواری کی' اور اس سے اللہ تعالیٰ نے مجھے اولاد عطا کی' جب کہ دوسری بیویوں سے مجھے اولاد سے محروم کیا۔

ایک دفعہ حضرت عائشہؓ کے سر میں درد تھا۔ آنحضرتؐ کا مرض الموت شروع ہو رہا تھا' آپؐ نے فرمایا کہ اگر تم میرے سامنے مرتیں' تو میں تم کو اپنے ہاتھ سے غسل دیتا' اور اپنے ہاتھ سے تمھاری تجہیز و تکفین کرتا' تمھارے لیے دعا کرتا۔ عرض کی' یا رسول اللہؐ' آپؐ میری موت مناتے ہیں' اگر ایسا ہو جائے تو آپؐ اسی حجرے میں نئی بیوی لا کر رکھیں۔ آنحضرتؐ نے یہ سن کر تبسم فرمایا۔

کہیں سے کوئی قیدی گرفتار ہو کر آیا تھا اور وہ حضرت عائشہؓ کے حجرے میں بند تھا۔ یہ ادھر عورتوں سے باتیں کر رہی تھیں' وہ اُدھر لوگوں کو غافل پا کر نکل بھاگا۔ آپؐ تشریف لائے تو گھر میں قیدی کو نہ پایا۔ دریافت کیا تو واقعہ معلوم ہوا۔ غصہ میں فرمایا "تمھارے ہاتھ کٹ جائیں"۔ پھر باہر نکل کر صحابہؓ کو خبر کی۔ وہ گرفتار ہو کر آیا۔ آپؐ جب اندر تشریف لائے تو دیکھا کہ حضرت عائشہؓ اپنے ہاتھوں کو الٹ پلٹ کر دیکھ رہی ہیں۔ پوچھا' عائشہ کیا کرتی ہو۔ عرض کی "دیکھتی ہوں کہ کون سا ہاتھ کٹے گا"۔ آپؐ متاثر ہوئے اور دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیے۔

آپؐ نے ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ عائشہ' جب تم مجھ سے خوش رہتی ہو یا ناراض ہوتی ہو تو مجھ کو پتا لگ جاتا ہے۔ ناراض ہوتی ہو تو' ابراہیم کے خدا کی قسم' اور خوش رہتی ہو تو محمدؐ کے خدا کی قسم' کھاتی ہو۔ عرض کی' یا رسول اللہؐ' صرف زبان سے نام چھوڑ دیتی ہوں۔

خدمت گزاری

گھر میں اگرچہ خادمہ موجود تھی' لیکن حضرت عائشہؓ آپؐ کا کام خود اپنے ہاتھ سے انجام دیتی تھیں' آٹا خود پیستی تھیں' خود گوندھتی تھیں' کھانا خود پکاتی تھیں' بستر اپنے ہاتھ سے خود بچھاتی تھیں۔ وضو کا پانی خود لا کر رکھتی تھیں۔ آپؐ قربانی کے جو اونٹ بھیجتے' اس کے لیے خود قلادہ بٹتی

تھیں۔ آنحضرتؐ کے سر میں اپنے ہاتھ سے کنگھا کرتی تھیں۔ جسم مبارک میں عطر مل دیتی تھیں۔ آپؐ کے کپڑے اپنے ہاتھ سے دھوتی تھیں۔ سوتے وقت مسواک اور پانی سرہانے رکھتی تھیں' مسواک کو صفائی کی غرض سے دھویا کرتی تھیں۔ گھر میں آپؐ کا کوئی مہمان آتا تو مہمانی کی خدمت انجام دیتیں۔ چنانچہ حضرت قیس غفاریؓ جو صفہ والوں میں سے تھے' بیان کرتے ہیں کہ ایک دن آنحضرتؐ نے ہم لوگوں سے فرمایا کہ چلو عائشہؓ کے گھر چلو۔ جب حجرہ میں پہنچے تو فرمایا' عائشہؓ ' ہم لوگوں کو کھانا کھلاؤ۔ وہ چونی کا پکا ہوا کھانا لائیں۔ آپؐ نے کھانے کی کوئی اور چیز مانگی' تو چھوہارے کا حریرہ پیش کیا۔ پھر پینے کی چیز مانگی تو ایک بڑے پیالے میں دودھ حاضر کیا۔ اس کے بعد ایک اور چھوٹے پیالے میں پانی لائیں۔

[خود نبی کریمؐ گھر کے کاموں میں پوری طرح شریک رہتے تھے۔ فرماتی ہیں : رسول اللہؐ اپنی جوتیاں خود گانٹھ لیتے تھے' اپنا کپڑا خود سی لیتے تھے' اور اپنے گھر میں اسی طرح کام کرتے تھے جس طرح تم کرتے ہو۔ (فرمایا) آپؐ آدمیوں میں سے ایک آدمی ہی تھے۔ اپنے کپڑوں کی جوئیں تک خود دیکھ لیتے تھے' اپنی بکری خود دوہ لیتے تھے' اور اپنے کام خود کر لیتے تھے۔]

احکام کی پیروی

حضرت عائشہؓ نے نو برس کی شب و روز کی طویل صحبت میں آپؐ کے کسی حکم کی کبھی مخالفت نہیں کی بلکہ انداز و اشارہ سے بھی کوئی بات ناگوار سمجھی تو فوراً ترک کر دی۔ ایک دفعہ حضرت عائشہؓ نے بڑے شوق سے دروازہ پر ایک مصور پردہ لٹکایا۔ آپؐ نے اندر داخل ہونے کا قصد کیا تو پردہ پر نظر پڑی' فوراً تیوری پر بل پڑ گئے' حضرت عائشہؓ یہ دیکھ کر سہم گئیں' عرض کی' یا رسول اللہؐ! قصور معاف ' مجھ سے کیا خطا سرزد ہوئی۔ فرمایا' جس گھر میں تصویریں ہوں فرشتے نہیں داخل ہوتے۔ یہ سن کر حضرت عائشہؓ نے فوراً پردہ چاک کر ڈالا اور اس کو مصرف میں لے آئیں۔

واقعہ اِفک

[واقعہ اِفک میں منافقین نے حضرت عائشہؓ پر الزام لگا کر' خانہ نبویؐ میں آگ لگانے اور اسلام کے اتحاد میں رخنہ ڈالنے کی مہم چلائی۔ یہ دور حضورؐ کے لیے سخت آزمائش کا دور تھا۔]

آپؐ حضرت عائشہؓ کے پاس تشریف لے گئے۔ وہ بسترِ علالت پر پڑی تھیں۔ آنکھیں آنسوؤں سے پرنم تھیں۔ والدین داہنے بائیں تیمارداری میں مصروف تھے۔ آپؐ قریب جا کر بیٹھ گئے' اور

حضرت عائشہؓ سے خطاب کر کے فرمایا' عائشہؓ ' اگر تم مجرم ہو تو توبہ کرو' خدا قبول کرے گا۔ ورنہ خدا خود تمہاری طہارت اور پاکی کی گواہی دے گا۔ والدین کو اشارہ کیا کہ آپؐ کو جواب دیں' لیکن ان سے کچھ کہتے نہ بنا۔ یہ دیکھ کر حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ میرے آنسو دفعۃً" خشک ہو گئے ' ایک قطرہ بھی آنکھوں میں نہ تھا' دل نے اپنی برات کے یقین کی بنا پر اطمینان محسوس کیا' پھر خود جواب میں اس طرح گویا ہوئیں' اگر میں اقرار کر لوں ' حالانکہ خدا خوب جانتا ہے کہ میں بالکل بے گناہ ہوں' تو اس الزام کے صحیح ہونے میں کس کو شک رہ جائے گا ؟ اگر انکار کروں تو لوگ کب باور کریں گے ؟ میرا حال اس وقت یوسفؑ کے باپ --- کہتی ہیں کہ سوچنے پر بھی حضرت یعقوبؑ کا نام یاد نہ آیا --- کا سا ہے' جنھوں نے کہا تھا' فَصَبۡرٌ جَمِيۡلٌ ط

اب وہ وقت تھا کہ عالمِ غیب کی زبان گویا ہو' بالآخر وہ گویا ہوئی۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ آپؐ پر وحی کی کیفیت طاری ہوئی' پھر مسکراتے ہوئے سر اٹھایا۔ پیشانی پر پسینے کے قطرے موتیوں کی طرح ڈھلک رہے تھے'. اور آیتیں (جو نازل ہوئی تھیں) تلاوت فرمائیں۔ اس کے بعد قافلہ کی روانگی کے لیے جب اونٹ اٹھایا گیا تو وہیں اسی کے نیچے ہار پڑا ملا۔

[ماں نے کہا' لو بیٹی' اٹھو اور شوہر کے قدم لو۔ (تنک کر) نسوانی غرور و ناز کے ساتھ جواب دیا : میں صرف اپنے خدا کی شکر گزار ہوں (جس نے میری برات ظاہر فرمائی) کسی اور کی ممنون نہیں۔]

تحریم' ایلاء اور تخییر

تحریم

معمول شریف یہ تھا کہ نماز عصر کے بعد تھوڑی دیر تمام ازواج کے پاس جا کر بیٹھتے تھے۔ اگرچہ آپؐ کے عدل کا یہ حال تھا کہ ذرا کسی کی طرف پلہ جھک نہیں سکتا تھا --- لیکن اتفاقاً حضرت زینبؓ کے ہاں چند روز تک معمول سے زیادہ دیر تک تشریف فرما رہے --- اس لیے اوقاتِ مقررہ پر تمام ازواج کو آپؐ کی آمد کا انتظار رہتا تھا۔ حضرت عائشہؓ نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ حضرت زینبؓ کے کسی عزیز نے شہد بھیجا ہے۔ چونکہ شہد آپؐ کو بے انتہا مرغوب ہے' وہ روز آپؐ کے سامنے شہد پیش کرتی ہیں اور آپؐ اخلاق سے انکار نہیں فرماتے۔ اس سے روزانہ معمول میں ذرا فرق آگیا ہے۔

حضرت عائشہؓ نے حضرت حفصہؓ اور حضرت سودہؓ سے ذکر کیا کہ اس کی کوئی تدبیر کرنی

چاہیے۔ آپؐ نظافت پسند تھے' ذرا سی بو بھی نہایت ناگوارِ خاطر ہوتی تھی۔ شہد کی مکھیاں جس قسم کا پھول چوستی ہیں شہد کی مٹھاس میں اسی قسم کی لذت اور بو ہوتی ہے۔ عرب میں مغافیر ایک قسم کا پھول ہوتا ہے جس کی بو میں ذرا نبیذ کی سی کرختگی ہوتی ہے۔ حضرت عائشہؓ نے دونوں کو سمجھا دیا کہ آنحضرتؐ جب تشریف لائیں تو پوچھنا چاہیے کہ یارسول اللہؐ ' آپؐ کے منہ سے یہ بو کیسی آتی ہے ؟ جب آپؐ یہ فرمائیں کہ شہد کھایا ہے' تو کہنا چاہیے کہ شاید مغافیر کا شہد ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور آپؐ کو شہد سے کراہت پیدا ہوئی اور عہد کیا کہ اب شہد نہ کھاؤں گا۔

اگر یہ عام انسانوں کا واقعہ ہوتا تو کوئی ایسی بات نہ تھی لیکن یہ ایک شارعِ اعظم کا فعل تھا جس کی ایک ایک بات پر بڑے بڑے قانون کی بنیاد پڑ جاتی ہے' اس لیے خدائے پاک نے اس پر عتاب فرمایا اور سورہ تحریم کی ابتدائی آیتیں نازل ہوئیں۔

ایلاء

تحریم ہی کے سلسلہ میں ایلاء کا واقعہ پیش آیا۔ اس وقت عرب کے دور دراز صوبے زیرِ نگین ہو چکے تھے۔ مال غنیمت' فتوحات اور سالانہ محاصل کا بے شمار ذخیرہ وقتاً فوقتاً مدینہ آتا رہتا تھا۔ بایں ہمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خانگی زندگی جس زہد و قناعت کے ساتھ بسر ہوتی تھی' اس کا ایک دھندلا سا خاکہ خانہ داری کے عنوان میں گزر چکا ہے۔

فتحِ خیبر کے بعد' غلہ اور کھجوروں کی جو مقدار ازواجِ مطہراتؓ کے لیے مقرر تھی ایک تو وہ خود کم تھی' پھر فیاضی اور کشادہ دستی کے سبب سال بھر تک بہ مشکل کفایت کر سکتی تھی۔ آئے دن گھر میں فاقہ ہوتا تھا۔ ازواج مطہراتؓ میں بڑے بڑے روسائے قبائل کی بیٹیاں بلکہ شہزادیاں داخل تھیں' جنھوں نے اس سے پہلے خود اپنے یا اپنے شوہروں کے گھروں میں ناز و نعم کی زندگیاں بسر کی تھیں۔ اس لیے انھوں نے مال و دولت کی یہ بہتات دیکھ کر آپؐ سے مصارف میں اضافہ کی خواہش کی۔

یہ واقعہ حضرت عمرؓ نے سنا تو نہایت مضطرب ہوئے۔ پہلے اپنی صاحبزادی کو سمجھایا کہ تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مصارف کا تقاضا کرتی ہو' تم کو جو کچھ مانگنا ہو' مجھ سے مانگو۔ خدا کی قسم' حضورؐ میرا لحاظ فرماتے ہیں ورنہ تم کو طلاق دے دیتے۔ اس کے بعد عمرؓ ایک ایک بی بی کے دروازہ پر گئے اور ان کو نصیحت کی۔ حضرت ام سلمہؓ نے کہا' عمر! تم ہر چیز میں تو دخل دیتے ہی تھے' اب آپؐ کی بیویوں کے معاملہ میں بھی دخل دیتے ہو۔ حضرت عمرؓ اس جواب سے افسردہ ہو کر خاموش ہو گئے۔

ایک دفعہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ دونوں خدمتِ نبویؐ میں حاضر ہوئے۔ دیکھا کہ بیچ میں آپؐ ہیں اور اِدھر اُدھر بیویاں بیٹھی ہیں اور مصارف کی مقدار بڑھانے پر مُصر ہیں۔

[آپؐ اس وقت فکر مند اور خاموش تھے۔ (راوی کا بیان ہے) حضرت عمرؓ نے اپنے دل میں کہا کہ میں کوئی ایسی بات کہوں جس سے نبی کریمؐ ہنس پڑیں۔ آخر انھوں نے کہا: یا رسول اللہؐ اگر بنتِ خارجہ [میری بیوی] مجھ سے زیادہ خرچ مانگے تو میں کھڑے ہو کر اس کی گردن مروڑ دوں۔ رسول اللہؐ یہ سن کر ہنس پڑے، اور فرمایا: یہ عورتیں جو میرے گرد بیٹھی ہیں، مجھ سے زیادہ خرچ مانگ رہی ہیں! یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ نے کھڑے ہو کر حضرت عائشہؓ کی گردن پر ہاتھ مارا، اور حضرت عمرؓ نے کھڑے ہو کر حضرت حفصہؓ کی گردن پر۔ دونوں نے کہا: تم رسول اللہؐ سے وہ مانگتی ہو جو آپؐ کے پاس نہیں۔] انھوں نے عرض کی، ہم آئندہ کبھی بھی آنحضرتؐ کو زائد مصارف کے لیے تکلیف نہ دیں گے۔

دیگر ازواج اپنے مطالبہ پر قائم رہیں۔ اتفاقاً اسی زمانہ میں آپؐ گھوڑے سے گر پڑے، پہلوئے مبارک میں ایک درخت کی جڑ سے خراش آگئی۔ حضرت عائشہؓ کے حجرہ سے متصل ایک بالا خانہ تھا، جو گویا ان گھروں کا توشہ خانہ تھا، آنحضرتؐ نے یہیں قیام فرمایا، اور عہد کیا کہ ایک مہینہ تک ازواجِ مطہراتؓ سے نہ ملیں گے۔ منافقین نے مشہور کر دیا کہ آپؐ نے بیویوں کو طلاق دے دی۔ صحابہؓ مسجد میں جمع ہو گئے، گھر گھر ایک ہنگامہ برپا ہو گیا، ازواجِ مطہراتؓ رو رہی تھیں۔ صحابہؓ میں سے کسی نے خود آپؐ سے واقعہ کی تحقیق کی جرات نہ کی۔

حضرت عمرؓ کو خبر ہوئی تو وہ مسجدِ نبویؐ میں آئے۔ تمام صحابہؓ ملول اور چپ تھے۔ حضرت عمرؓ نے آنحضرتؐ کی خدمت میں باریابی کی اجازت چاہی، دو بار کوئی جواب نہ ملا، تیسری دفعہ اجازت ہوئی۔ دیکھا کہ آنحضرتؐ ایک کھری چارپائی پر لیٹے ہیں، جسم مبارک پر بان سے بدھیاں پڑ گئی ہیں۔ ادھر ادھر نظر اٹھا کر دیکھا تو رحمتِ عالمؐ کے توشہ خانہ میں چند مٹی کے برتن اور چند سوکھی مشکوں کے سوا کچھ نہ تھا۔ یہ دیکھ کر ان کی آنکھیں بھر آئیں، اور عرض کی، یا رسول اللہؐ! کیا آپؐ نے بیویوں کو طلاق دے دی۔ ارشاد ہوا، نہیں۔ عرض کی، میں یہ بشارت عام مسلمانوں کو نہ سنا دوں۔ اجازت پا کر زور سے اللہ اکبر کا نعرہ مارا۔

یہ مہینہ ۲۹ روز کا تھا۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں، میں ایک ایک روز گنتی تھی۔ ۲۹ دن ہوئے تو آپؐ بالا خانہ سے اتر آئے۔ سب سے پہلے حضرت عائشہؓ کے پاس تشریف لے گئے۔ انھوں نے عرض کی، یا رسول اللہؐ، آپ نے ایک مہینہ کے لیے عہد فرمایا تھا۔ ابھی تو انتیس ہی دن ہوئے

ہیں۔ ارشاد ہوا، مہینہ کبھی ۲۹ دن کا بھی ہوتا ہے۔

تخییر

[اللہ تعالیٰ نے ازواجِ مطہرات کو دنیوی سازو سامان لے کر رخصتی کا اختیار دیا، تو] آپؐ سب سے پہلے حضرت عائشہؓ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ عائشہ، میں تمہارے سامنے ایک بات پیش کرنا چاہتا ہوں، اس کا جواب اپنے والدین سے مشورہ کر کے دینا۔ عرض کی، ارشاد فرمایئے۔ آپؐ نے آیتیں پڑھ کر سنائیں۔ گذارش کی کہ یا رسول اللہؐ، میں کس امر میں اپنے والدین سے مشورہ لوں۔ میں خدا اور اس کے رسولؐ کو اختیار کرتی ہوں۔ یہ جواب سن کر آپؐ کے چہرے پر خوشی کے آثار نمایاں ہوئے۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کی "یارسول اللہؐ، میرا جواب دوسری بی بیوں پر ظاہر نہ ہو"۔ ارشاد ہوا کہ میں معلم بن کر آیا ہوں، جابر بن کر نہیں آیا۔

سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ
کی شہرۂ آفاق تفسیر
تفہیم القرآن
کا سپیشل سیٹ دستیاب ہے
چھ جلدیں — ہدیہ ۱۵۰۰/-
کاغذ آفسٹ پیپر ۶۰ گرام ● عمدہ طباعت ● جلد دیدہ زیب
ادارہ ترجمان القرآن (پرائیویٹ) لمیٹڈ اردو بازار لاہور